امام ربانی

اور

مسلک اہلسنت و جماعت

مولانا محمود علی مسعودی

IMAM RABBANI FOUNDATION
KARACHI
2002 C
1423 H
ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

مقالہ برائے امام ربانی کانفرنس ۲۰۱۲ء کراچی

امام ربانی
اور
مسلک اہل سنت و جماعت

تحریر

مولانا محمود علی مسعودی نقشبندی مجددی

☆

☆

مرتب

اقبال احمد اختر القادری

امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء

نام .... امام ربانی اور مسلک اہل سنت و جماعت

تحریر .... مولانا محمود علی مسعودی نقشبندی مجددی

تقدیم .... صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی

مرتب .... اقبال احمد اختر القادری

سنہ اشاعت ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

طباعت .... ایک ہزار

مطبع .... الرضا پبلی کیشنز کراچی 0300-2393648

حروف سازی .... محمد اویس انصاری، کراچی

ناشر .... امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی

ہدیہ ....

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ مسعودیہ : ۲/۶، ۵۔ڈی، ناظم آباد، کراچی۔ فون نمبر ۳۷ [illegible]

۲۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز : ضیاء منزل (شوگر مینشن) ایم اے جناح روڈ [illegible]، کراچی

۳۔ جامعہ غوثیہ قادریہ : مسجد غوث اعظم قادریہ، کھوکرا پار، [illegible] کراچی۔

۴۔ ادارہ مظہر اسلام : ۳/۶۴، نئی آبادی مجاہد آباد، مغل پورہ، لاہور

انتساب

☆☆

میں اپنی اس کاوش کو اپنے مرشد کریم

حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اور اپنے والد ماجد

حضرت محمد رکن الدین انصاری

کی نذر کرتا ہوں کہ جن کی نظر عنایت نے مجھے کسی قابل بنا دیا

☆

☆

☆

خاک پائے مسعود ملت

محمود علی مسعودی

(مہتمم، جامعہ غوثیہ قادریہ کھوکھراپار ملیر، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

مولانا محمود علی مسعودی

☆☆

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شریعت کی پابندی اور مسلک اہلسنت و جماعت کی اشاعت میں گزری اور یہی وہ کام ہے جس کی اشاعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور آج کے دور میں حضور مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہم نے کی، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ یہ انہی کی نگاہ کرم ہے کہ مجھ جیسے شخص کے لیے یہ ممکن ہوا کہ یہ مقالہ لکھا گیا، یہ وہ کام ہے جو مرشد کریم نے زندگی بھر کیا جس میں "جہان امام ربانی" جیسا عظیم کام سرفہرست ہے جسے آپ کی سرپرستی میں صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، مولانا جاوید اقبال مظہری اور برادرم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے مل کر مرتب کیا جس کے مطالعہ کے بعد انسان ان کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ رب العزت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد کو توفیق و ہمت عطا فرمائے کہ وہ اس مشن کو جاری و ساری رکھیں۔ آمین

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب اور مولانا جاوید اقبال مظہری کا ممنون ہوں کہ انہوں نے تقدیم تحریر فرمائی، برادرم اقبال احمد اختر القادری کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے نہ صرف مقالہ پر نظرِ ثانی فرمائی بلکہ حسن ترتیب سے بھی نوازا، اللہ کریم انہیں دین و دنیا کی برکتیں عطا فرمائے اور ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین) ☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقدیم

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

(جانشین حضرت مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

ماشاء اللہ محترم برادرم مولانا محمود علی مسعودی زید مجدہٗ کی پہلے بھی کئی کتب چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی اس کاوش کو بھی قبول فرمائے اور ان کو اور زور قلم عطا فرمائے۔ آمین! یہ ان کے لیے سعادت کی بات ہے کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کی اس عظیم شخصیت پر قلم اُٹھایا کہ جس کے لیے حضور اکرم ﷺ نے یوں پیشن گوئی فرمائی جسے حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں نقل فرمایا:

''میری اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا اور اس کی شفاعت سے میری اُمت کے لاتعداد انسان بخشے جائیں گے اور جنت کے وارثین بنیں گے''

حضرت امام ربانی قیوم زمانی شہباز لامکانی، سریزدانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا:

''اس خدا کی حمد ہے کہ جس نے مجھے دو دریاؤں کو ملانے والا (صلہ) بنایا اور دو گروہوں میں صلح کرانے والا بنایا''

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس امت میں وہ جلیل القدر ولی کامل اور مجدد برحق ہیں کہ بڑے بڑے کامل اولیاء کرام جن کے آنے کی بشارتیں سناتے رہے۔ آپ کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے سرفراز فرمائے۔ آمین ☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

تقدیم

مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی

☆☆

کسی بھی مسلمان کی نجات کا مدار عقائد پر ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "نجات کا طریقہ اہل سنت وجماعت کی متابعت میں ہے"۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول: ٦٧)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایک اور مکتوب گرامی میں ارشاد فرماتے ہیں "علماء اہل سنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں کیونکہ آخرت کی نجات انہیں بزرگوں کی بے خطا آراء اور اقوال کی تابعداری پر موقوف ہے"۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول: ١٩٣)

مکتوبات امام ربانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصانیف/تالیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت وجماعت کے ہیں، چونکہ آپ کی سیرت طیبہ اتباع سنت کے نور سے معمور تھی اس لیے آپ کی سیرت طیبہ میں انہی عقائد کا حسن وجمال نظر آتا ہے۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں حمد باری تعالیٰ، صفات باری تعالیٰ کے معارف بیان فرمائے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم: ١٠، دفتر سوئم: ٥٧)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ کی وحدانیت کے زبردست قائل ہیں، اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدیم نہیں اور اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم: ٦٧)

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں، فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کی

رویت کو بزرگان اہلسنت و جماعت کے سوا سب محال سمجھتے ہیں"۔(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم:۱۱۷)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے۔ (مبداء و معاد، ص:۴۷)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ تخلیق نور محمدی ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور سے ہوئی۔ (مکتوبات امام ربانی جلد دوم:۱۰۰)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے محفل میلاد کی اجازت دی لیکن شریعت کی رعایت کے ساتھ۔آپ نے خواب میں حضور انور ﷺ کی زیارت کی تو اپنے فرزندوں کو مکتوب گرامی تحریر فرمایا کہ اس خوشی کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکائے جائیں، حضور انور ﷺ کی روح پر نور کو ہدیہ کریں اور خوشی کی مجلس قائم کریں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول:۱۰۷)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کی معراج اور رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں، فرماتے ہیں کہ" سرکار دو عالم ﷺ کو معراج کی رات رویت باری تعالیٰ عطا ہوئی مگر زمان و مکان کی قیود سے باہر"۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم:۶۷)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کی معراج بدنی کے قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول:۲۷۲)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کی ختم نبوت کے قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم:۶۷)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضور انور ﷺ کا سایہ نہ تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:"چونکہ حضور انور ﷺ اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند وارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہ تھا"۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم:۱۰۰)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضور انور کے علم غیب کے بھی قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول:۹۹)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات بعد الوفات کے بھی قائل ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم:۱۶/ دفتر اول:۱۶۶)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے محبت اہل بیت کو ایمان کی نشانی قرار دیا اور ایک حدیث کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو حضور انور ﷺ کی محبت اور ان کے ساتھ بغض کو حضور ﷺ کے ساتھ بغض قرار دیا۔ (مکتوبات امام ربانی جلد دوم:۳۶)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ افضلیت شیخین کے قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم:۶۷)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے عرس شریف میں شریک ہوا کرتے تھے۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول:۲۳۳)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ قبر شریف میں اولیاء کاملین کے تصرف کے قائل ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول:۲۸۲)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم السلام کے وسیلے کے قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد سوم:۴۷۸)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایصال ثواب کے قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول:۱۰۴؛ جلد دوم:۳۶/ جلد اول:۱۴۲/ جلد دوم:۶۲)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ گستاخان رسول (ﷺ) سے دشمنی وعداوت کو کامل محبت رسول ﷺ کی نشانی قرار دیتے تھے۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول:۱۶۳)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ وسیلہ اور استمداد کے قائل ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول:۲۵۱،۲۳۹)

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ تصور شیخ کے قائل ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم:۳۰)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حنفی مذہب کے پر جوش مقلد ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول:۲۲۰،۱۵۹)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرات اہل اللہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی

کرنے والوں کو ایک مکتوب گرامی میں تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''خاصان خدا پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے، ان کا نفس مطمئنہ ہے، نفس امارہ کی طرح نہیں ہے اور تمام لوگ مثل اپنے نفس امارہ کے' خاصان حق کے نفس مطمئنہ کو خیال کرتے ہیں۔ عام لوگوں کے کام اپنی خواہش کے مطابق ہوتے ہیں اور خاصانِ خدا کے رضائے حق کے لیے ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ خاصانِ خدا کے انکار اور ان کے کاموں پر اعتراض کرنے سے بچائے''۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول:۱۰۲)

ان تمام حقائق وشواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا وہی عقیدہ ہے جو مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔

برادرم مولانا محمود علی مسعودی زیدہ مجدہ نے امام ربانی فاؤنڈیشن اور ادارۂ مسعودیہ کے تعاون سے ہونے والی ''امام ربانی کانفرنس ۲۰۱۲ء'' کے موقع پر ایک مقالہ بعنوان ''امام ربانی اور مسلک اہل سنت و جماعت'' تحریر فرمایا تھا جو کتابی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ فاضل مصنف نے امام ربانی اور عقیدۂ اہل سنت سے متعلق قرآن کریم کی آیات، احادیث مبارکہ، بزرگان دین کے ملفوظات کے علاوہ مکتوبات امام ربانی سے دلائل دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ وہی ہے جو جمہور اہل سنت وجماعت کا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ برادرم مولانا محمود علی مسعودی کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کو اتنی عظیم خدمات سے وابستہ رکھے۔ بلاشبہ برادرم مولانا محمود علی مسعودی کے قلم اور زبان میں جو خیر وبرکت اور تاثیر ہے یہ ان کے پیر ومرشد حضرت قبلہ مسعود ملت قدس سرہٗ کی نسبت مبارکہ کی بدولت ہے۔ نسبت بڑی عظیم دولت ہے، جس کو جو ملتا ہے اور جو ملے گا وہ مرشد کریم کی نسبت اور کامل رابطہ کی بدولت ہی ملے گا۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ برادرم مولانا محمود علی مسعودی کو اپنے شیخ کے ساتھ کمال درجے کا رابطہ عطا فرمائے اور ان کے قلب کو حضور انور ﷺ کی محبت سے آباد فرما کر اپنی معرفت عطا فرمائے۔ آمین

(۱۲ ردسمبر ۲۰۱۱ء) خلیفہ مسعود ملت

احقر جاوید اقبال مظہری مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امام ربانی
اور
مسلک اہل سنت و جماعت

☆☆☆

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَ
حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ط (سورہ نسآء:٦٩)

"اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ' یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ۹۷۱ھ میں سرہند شریف (مشرقی پنجاب) بھارت میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔ آپ عالم اسلام کے عظیم رہبر و رہنما تھے، آپ مربی و مرشد بھی تھے، آپ داعی اسلام بھی تھے، آپ کو حضور ﷺ کے دربار عالیشان سے سند خاص عطا فرمائی گئی اور مقام شفاعت سے خاص حصہ عطا فرمایا گیا۔ آپ کی نگاہ خاص لوح محفوظ پر تھی، آپ کو وہ نور خاص عطا کیا گیا جو انسان کامل کے دل میں جلوہ فگن ہوتا ہے اور اسکی وجہ سے

انسان غیب کا مشاہدہ کرتا ہے یہ نور قلب کی پاکیزگی اور صفائی کے بعد پیدا ہوتا ہے پھر دل حقائق سے روشناس ہوتا ہے۔ اسی لیے آج آپ ظاہراً ہمارے درمیان موجود نہیں مگر آپ کا سایۂ شفقت ہمارے ساتھ ہے اور آپ کے فیوض و برکات کی اور توجہات کی بارش نہ صرف آپ کے مریدوں بلکہ پوری اُمت مسلمہ پر برس رہی ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کی بیان کی گئی سورہ نساء کی آیت: ۶۹ ر میں فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے لوگ ہی وہ ہیں جن پر فضل وانعام کیا گیا اور یہی بہت اچھے دوست اور ساتھی ہیں تو پتا چلا کہ بارگاہ ایزدی میں منفرد مقام پانے کی کنجی اتباع رسول ﷺ اور سنت نبوی ﷺ ہے، اسی لیے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک مسلمان کے لیے سنت نبوی ﷺ سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں"

آپ نے ایک مکتوب میں فرمایا:

"دنیا و آخرت کی سعادتوں کا حصول اتباع رسول ﷺ ہے"

آپ نے ایک اور جگہ فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ کی کتاب تمام کتابوں کی جامع ہے (یعنی خلاصہ ہے) اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی تمام شریعتوں کی جامع ہے"۔

سنت رسول ﷺ سے محبت کے باعث اور اتباع رسول ﷺ کے باعث آپ محبوبیت کے اس مقام پر فائز تھے کہ عظمت رسول ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"(حضرت) محمد ﷺ دونوں جہانوں کی آبرو ہیں جو شخص

آپ کے دروازہ کی خاک نہیں بنتا اسکے سر پر خاک پڑے''

گویا آپ کے فرمان کے مطابق جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات اتباع رسول ﷺ پر منحصر ہے گویا جو شخص سنت رسول ﷺ پر جتنا عمل کرے گا وہ اتنا ہی اللہ کے قریب ہوگا۔

اتباع رسول ﷺ اور سنت کو پانے کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے اسی لیے فرمایا گیا کہ ''علماء وارثین انبیاء ہیں''۔ اور قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (سورہ فاطر:۲۸)

''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''

یعنی خشیت صرف علماء ہی کو نصیب ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ عالم، عالم جب بنتا ہے جب اسکی زندگی میں علم اور خشیت اکھٹے ہوں اور اس علم کے ذریعے ہی انسان اللہ کے پیغام کو پھیلا سکتا ہے۔ عرض کرنے کا مطلب یہ کہ وہ منہج تربیت نبوی ﷺ کہ جس کو قرآن پاک میں ۴ مقامات پر بیان کیا گیا ان میں ایک مقام یہ ہے کہ فرمایا گیا:

یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ

(سورہ بقرہ:۱۲۹)

''ان پر تیری آتیں تلاوت فرماتے ہیں اور انھیں کتاب اور پختہ علم سکھاتے ہیں اور انھیں خوب ستھرا فرماتے ہیں''

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ تعلیم و تربیت کے اصول میں اور اس باب میں حضور ﷺ کے منہج کامل کے متبع تھے۔

تعلیم و تربیت کے باب میں اللہ رب العزت نے سب سے پہلے تلاوت آیت کو رکھا فرمایا: ''یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ'' کہ تم پر تلاوت کرتے ہیں تا کہ تلاوت کے

ذریعے تمہارا اللہ سے تعلق قائم ہو جائے۔ امام ربانی کی پوری زندگی تعلق باللہ کو استوار کرنے پر گزری۔

تعلق باللہ کے قیام کے بعد براہ راست تعلیم پر نہیں گئے، فرمایا: "وَيُزَكِّيهِمْ" "پھر وہ رسول (ﷺ) تمہارا تزکیہ فرماتا ہے۔ تمہارے قلب و باطن کے میل کچل کو صاف کرتا ہے، پھر فرمایا: "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" (سورہ بقرہ: ۱۲۹)

یعنی جب تمہارا قلب و باطن صاف ہو جاتا ہے اور تمام قسم کے میل کچیل سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے تو وہ اس قابل بن جاتا ہے کہ اس پر معرفت قرآنی اور علم لدنی کا نزول ہوتا ہے اور جس قلب و باطن کا تزکیہ نہ ہوا ہو اور بغیر تزکیہ کے علوم قرآنی کا سلسلہ شروع ہو جائے تو اس سے نور پیدا نہیں ہوتا بلکہ بعض طبیعتوں میں اپنے پیشگی تدبر کے بعض اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور وہ آیت يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا کا مظہر بن جاتے ہیں۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی زندگی اور نظام تعلیم و تربیت کی زندگی اس ستونوں پر قائم کی تھی کہ قرآن مجید کے پیغام کو عام کیا، نا صرف اپنے مریدوں بلکہ پوری اُمت کو اسی طرف متوجہ کیا اور ان کا تعلق اللہ کے ساتھ بذریعہ قرآن استوار کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

> "تم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام مجید"۔ (ابوداؤد شریف)

اسی کی بابت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن میں تحریر کرتے ہیں:

''سلوک الی اللہ یعنی مرتبہ احسان حق سبحانہ وتقدس کی حضوری کا
نام ہے اسی مرتبہ احسان کو وصول مشاہدہ یقین اور کمال اخلاص
اور نسبت یاداشت کہا جاتا ہے جو ۳ طریقوں سے حاصل ہوسکتی
ہے۔ ''اول تصور'' جس کو عرف شرع میں تفکر وتدبر سے تعبیر
کرتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں مراقبہ سے۔ ''دوم ذکر لسانی''
اور ''سوم تلاوت کلام پاک''۔

کلام الٰہی سراسر ذکر ہے اور ذکر کے متعلق خود قرآن پاک میں آیا ہے: ''واذکرونی اذکرکم'' اسی لیے قرآن پاک پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خصوصی طور پر یاد فرماتا ہے یہ ذکر جو بواسطہ تلاوت ہوگا اس میں ایک اور خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی آواز پر کامل طور پر متوجہ ہوتا ہے جس کا کہ حدیث پاک میں ذکر آیا کہ اللہ تعالیٰ قاری (تلاوت کرنے والے) کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتا ہے جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔

اس سے واضح ہوگیا کہ تلاوت قرآن سے اللہ تعالیٰ کا قرب ومعیت اور حضوری حاصل ہوتی ہے اور حاصل شدہ میں ترقی سب سے زیادہ تلاوت ونماز ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''انسانوں میں کچھ حضرات اللہ کے اپنے (مقرب) ہیں، صحابہ
نے عرض کی یارسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ حفاظ کرام ہیں جو
اللہ کے اپنے اور اس کے خاص لوگ ہیں''

حفاظ کرام عاملین قرآن کو اللہ تعالیٰ نے بطور اکرام اپنا اہل فرمایا جیسا کہ بیت اللہ کو اپنا گھر فرمایا، بڑا اعزاز واکرام ہے کہ آدمی بذریعہ حفظ قرآن اللہ کا خاص

اور اہل بن جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے مناجات اور گفتگو کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ تلاوت قرآن کرے''

حضور ﷺ فرمایا:

''سب سے زیادہ عبادت گزار وہ ہے جو سب سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والا ہے''

ان حادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام مجید ہی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف اور مرتبہ دلاتا ہے اسی لیے امام ربانی نے بھی تلاوت کلام مجید ہی کو زینہ بنایا اور قرب الٰہی حاصل فرمایا۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو شخص اللہ سے کلام کرنا چاہے وہ کلام اللہ میں مشغول ہو، پھر فرمایا نیک بخت بندہ وہ ہے جو دوست (اللہ) سے ہم کلام ہو، دوست سے ہم کلامی کی سعادت صرف قرآن پاک کی تلاوت سے حاصل ہوتی ہے، ہر روز ستر مرتبہ انسان کے دل میں یہ نداء ہوتی ہے کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے تو تمام کام چھوڑ کر قرآن مجید کی تلاوت کر''۔ (اسرار الاولیاء)

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی زندگی اور نظام تعلیم و تربیت کی زندگی ان ہی ستونوں پر قایم کی تھی اور کلام مجید کے پیغام کو عام کیا اور نہ صرف اپنے مریدوں پر بلکہ پوری اُمت کو اسی فکر کی جانب متوجہ کیا اور ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ بذریعہ قرآن استوار کیا۔ آپ نے طریق تصوف اور طریق طریقت کو اپنایا اور ظاہر اور باطن کی تربیت فرمائی تاکہ دل معرفت قرآنی کو جذب کرنے کے قابل

ہو جائے پھر تعلیم اور حکمت کی جانب لے کر چلے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ علم فقط پڑھنے پڑھانے سے نافع نہیں ہوتا بلکہ نافع اس وقت بنتا ہے کہ جب اس میں عمل صالح شامل ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے علم غیر نافع سے پناہ مانگی ہے۔ گویا عمل صالح کا نور، تقویٰ وطہارت کا نور، زہد وورع کا نور، اخلاص کا نور، سجدوں کا نور، رات کی گریہ زاری کا نور، آہ شب زندہ داری کا نور، آہ سحر گاہی کا نور، ریاضات کا نور، تزکیہ کا نور، عبادات کا نور، تربیت روحانی کا نور یہ سب جب علم کے ساتھ مل جائیں تو علم نافع بنتا ہے۔ علم نافع اور عمل صالح دونوں جس ذات میں شامل ہو جائیں وہ ذات اپنے دور کا مصلح بھی ہوا کرتی ہے، وہ اپنے دور کا مجتہد بھی ہوتا ہے، وہ اپنے دور کا مجدد بھی ہوتا ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ”علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علم کا چشمہ دل سے پھوٹتا ہے اور ایک زبان سے، ان میں اول علم وہ ہے جو سینوں سے جاری ہوتا ہے اور جسکا چشمہ دل سے پھوٹتا ہے وہ سم ہی حقیقت میں علم نافع ہے اسی سے نفع ملتا ہے۔ اور دوسرا علم جو زبان سے جاری ہوتا ہے وہ علم اُمت مسلمہ پر حجت ہے“۔

گویا علم نافع اور علم حجت جب تک جمع نہ ہوں اس وقت تک کوئی لوگوں کے احوال بدلنے کے قابل نہیں ہوتا، اس وقت تک کوئی شخص لوگوں کے دلوں کی اُجڑی ہوئی بستیوں کو آباد نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کے بگڑے ہوئے عقائد درست کر سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس شخصیت کے اندر علم نافع اور علم حجت کا اجماع ہو۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں علوم میں یکتائے روزگار تھے۔ اسی

لیے جب دورِ اکبری میں دینِ اکبری کے ذریعے لوگوں کے عقائد کو بگاڑا جانے لگا تو آپ نے عقائد کی اصلاح فرمائی اور اس فتنہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔

آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے سچے عامل تھے کہ:

''جس نے تفکو پایا اور تصوف نہ پایا (وہ فاسق ہوگیا) جس نے تصوف کی طرف پیش قدمی کی اور تفکو نہ پایا وہ شخص زندیق ہو گیا (جس میں دونوں یعنی تفکو اور تصوف جمع ہو گئے اس نے حق کو پالیا)''۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَا جًا (سورہ مآئدہ:۴۸)

''ہم نے تم سب کے لیے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا''

گویا راہ ہدایت کے لیے اس راہ کو اپنایا جائے جس کا حکم رب کائنات نے دیا اور (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے اس راہ کو متعین فرمایا، اسی لیے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے خصوصی نسبت و معرفت رکھتے اور اپنی تعلیمات میں آپ کی عظمتوں کا پرچار کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بالخصوص اس بات کا اظہار فرمایا اور آپ کے عقائد کی نا صرف خود پیروی فرمائی بلکہ پوری امت کو ان کی پیروی کی تعلیم فرمائی۔

امام ربانی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے فرماتے ہیں:

''ورع اور تقویٰ اور اتباع سنت کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی بلند شان عطا فرمائی''۔

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:

”ورع اور تقویٰ کی برکتوں سے اور اتباع سنت کی سعادتوں سے اجتہاد و استنباط میں آپ کو اتنا اونچا مقام مل گیا کہ ہر ایک اسکی شایان شان بلندی کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے“۔

پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا:

”سب کے سب فقہاء کی عیال ہیں“۔

اسی مکتوب میں مزید فرماتے ہیں:

”حقیقت تو یہی ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے بانی ہیں اور فقہ کے تین حصے ان کے لیے مخصوص و مسلم ہیں باقی چوتھائی حصے میں سارے آئمہ فقہ شریک ہیں مجھے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سارے آئمہ بچے نظر آتے ہیں“۔

ایک مقام پر امام ربانی تحریر فرماتے ہیں:

”یہ بات بلا تعصب کہی جا سکتی ہے کہ نظر کشف میں مذہب حنفی کی نورانیت بحر ذخائر نظر آتی ہے اور اس کے مقابلے میں دیگر فقہی مذاہب حوضوں کی مانند دکھاتی دیتے ہیں اور یوں بھی مسلمانوں کا سواد اعظم ”مذہب حنفی“ کا پیروکار ہے یہ اعزاز اہل سنت و جماعت کو امام اعظم کی وجہ سے حاصل ہوا“۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علم تفقہ اور علم تصوف کو اپنایا' ذرا غور کریں کہ امام اعظم امت مسلمہ کے امام اعظم کیوں ہوئے ان کا طریقہ کیا تھا تو پتا چلے گا کہ آپ کی زندگی تفقہ اور تصوف کا امتزاج تھی، آپ نے علم تفقہ کوفہ میں بیٹھ کر حاصل کیے اور تصوف کے لیے دریائے دجلا کے کنارے بہلول دانہ کی معیت میں جا بیٹھے۔ اسی

لیے آپ کا ظاہر شریعت محمدی ﷺ اور باطن طریقت محمدی ﷺ منور تھا اسی لیے حضرت امام ربانی نے مسلک امام اعظم کو فرقہ ناجیہ قرار دیا، چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"غرض نجات کا طریق افعال واقوال اور اصول وفروع میں فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی متابعت پر ہے خدائے تعالیٰ ان کو زیادہ کرے اور اسکے سوا جتنے فرقے ہیں سب زوال کے مقام پر اور ہلاک کے کنارے پر ہیں آج اس کو کوئی جانے یا نا جانے کل قیامت کے روز ہر ایک جان لے گا اور پھر اسے کچھ بھی نفع نہ دے گا"۔ (مکتوبات امام ربانی:۲۱۹)

مکتوب نمبر ۸۰/ میں آپ نے فرقہ شیعہ، خارجیہ اور معتزلہ کا قرآن اور حدیث سے رد فرمایا اور ۷۳/ فرقوں میں ناجی فرقہ اہلسنت وجماعت کو ثابت کیا۔ اپنے ایک مکتوب میں فرمایا:

"اپنے عقائد کو اہل سنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی بے خطاؤں کے موافق درست کریں دوسرا احکام شرعیہ فقہیہ کے موافق عمل کریں اور تیسرا صوفیہ کرام قدس سرہم کے بلند طریقہ پر سلوک کریں (پھر فرمایا) جس کو ان سب کی توفیق حاصل ہوگئی وہ دونوں جہانوں میں بڑا کامیاب ہوگیا اور جو ان سے محروم رہا اسکو بڑا خسارہ رہا"۔ (مکتوبات امام ربانی:۱۷۷)

آپ نے مکتوب نمبر ۲۱۴/ میں فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت وجماعت کے علماء کی تابعداری اور بُرے علماء کی صحبت سے جنھوں نے علم کو دنیاوی اسباب حاصل کرنے کا

وسیلہ بنایا ہے ان سے بچتے رہنے کی ترغیب دی۔ اسی مکتوب میں دیگر باتوں کے علاوہ آپ نے تعلیم کے لیے ایک واقعہ کی جانب اشارہ فرمایا جو آج کے دور میں بھی ان دنیا پرست علماء کی نشانی ہے، فرمایا کہ:

> ”کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ کیا ہوا ہے، اس نے اس کا سبب پوچھا تو ابلیس لعین نے کہا کہ اس وقت کے علماء سو میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہیں“۔

پیش کردہ مکتوبات کے حوالاجات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اہل سنت وجماعت ہی وہ گروہ ہے جو دین متین کا علم بردار ہے اور یہی فرقہ ناجی ہے جس کی بنیاد حضور ﷺ کی محبت اور آپ کی عظمتوں کا پرچار ہے اور آپکے مقام کو تمام مخلوقات میں سب سے عرفہ واعلیٰ جاننا اور اللہ تعالیٰ نے جو مقام آپ کو عطا فرمایا اس کا پرچار ہے اور کیونکر نہ کرتے کہ آپ کی بشارت خود سرکار دوعالم ﷺ نے دی، فرمایا ”گیارھویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیاں ایک شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا نور عظیم الشان ہوگا ہزاروں انسان اسکی شفاعت سے جنت میں جائیں گے“۔ اسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث صلہ کی صورت میں یوں نقل فرماتے ہیں کہ ”میری امت میں ایک شخص جس کو صلہ کہا جائیگا اسکی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے“۔ یہ بشارت آپ کی آمد سے قبل سرکار کائنات ﷺ نے فرمائی اور پھر دنیا میں بھی سرکار دوجہاں ﷺ نے آپ پر کرم خاص اور نگاہ خاص رکھی۔

جن دنوں آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے ایک روز تلاوت کلام مجید کے دوران آپ پر حالت گریہ طاری ہوگئی اور خوف غالب ہوگیا اسکے بعد خواب میں قلعہ گوالیار کے قید خانے میں آپ کو حضور پرنور ﷺ کی زیارت اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے خود کو رحمۃ للعالمین ﷺ کے دولت کدے میں پایا اور امام الانبیاء ﷺ اپنی مہر مبارک لگا کر آپ کو آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا۔اس نعمت کے حصول کے بعد اس کے شکرانے کے طور پر ایک مکتوب میں اپنے صاحبزادگان کو تحریر فرمایا:

> ''اس نعمت کے شکریے میں ہم نے حکم دیا ہے کہ قسم قسم کے کھانے پکا کر آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کو ہدیہ کریں اور خوشی کی مجلس قایم کریں شاید اس خط کے لیجانے والے بھی ان کھانوں میں سے تناول فرمائیں''۔

اس مکتوب پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ لفظ خوشی کی مجلس سے مراد ایسی مجلس جس کی ابتداء اللہ کے نام سے اور جسکا اختتام حضور ﷺ پر درود وسلام سے ہو۔یہ مجلس خوشی کی مجلس ہے اور بعد میں حاضرین کے لیے کھانا پیش کیا جائے۔تمام عمل کا ثواب حضور پرنور ﷺ کو ہدیہ کیا جائے۔

آج ہم جو میلاد شریف کی محفل کرتے ہیں وہ محفل بھی اسی طرح منعقد کی جاتی ہے گویا حضرت امام ربانی یہ تعلیم فرمارہے ہیں کہ جب بھی تمہیں کوئی خوشی میسر آئے تو اسکا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نعمت کے شکرانے کے طور پر تم محفل میلاد کا انعقاد کرو اور یہ تمام عمل جس ذات اقدس کے لیے کر رہے ہو اسی کے لیے ہدیہ کرو تا کہ تم پر خالق کائنات کی مزید رحمتوں کا نزول ہو۔

جس طرح سے آپ نے اہل سنت و جماعت کو فرقہ ناجیہ قرار دیا، اسی طرح سے آمد خوشی کے موقع پر محفل میلاد کے انعقاد کو نعمت کا شکرانہ قرار دیا۔ محفل میلاد کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

''مجلس میلاد میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور ﷺ کی نعت شریف اور منقبت اور قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں''۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے دوٹوک الفاظ میں واضح ہو گیا کہ اہل سنت والجماعت (فرقہ ناجی) صرف وہ لوگ ہیں اور قیامت کے دن جزا کے حقدار وہ لوگ ہونگے، جنت میں داخل وہ لوگ ہونگے جو محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں اور اسکا پرچار کرتے ہیں۔ گویا جس طرح سے آپ نے تعلیمات نبوی ﷺ کا پرچار قرآن کریم کے اسلوب سے کیا وہیں نعمت کے شکر کا طریقہ بھی کلام مجید کے فرمان کے مطابق کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورہ والضحیٰ:۱۱)

''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''

آپ عشق رسالت مآب ﷺ کے پیکر تھے۔ اسی لیے آپ ہرگز یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی آپ ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہے، وہ ایسے لوگوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے تھے، اس سلسلے میں آپ نے فرمایا:

''جن محروم لوگوں نے حضور ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا تو لازمی طور پر وہ آپ کے منکر ہوئے اور جن لوگوں نے آپ کو رحمت عالمیان جانا اور باقی تمام لوگوں سے

ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور نجات پائیں گے"۔

گویا فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت میں شامل کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آج اگر کوئی شخص حضور انور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی یا عام انسانوں جیسا انسان کہے وہ ہرگز مسلک اہل سنت و جماعت کا تو کیا، مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر حضور ﷺ کی محبت کا رنگ اس قدر غالب رہتا کہ آپ کے جلیل القدر خلیفہ علامہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"احقر اس برگزیدہ امام ہمام کے خادموں میں شامل ہونے سے پہلے کبھی کبھی آپ کی مسجد میں جمعہ کی نماز میں شریک ہو جاتا تھا اور آپ کی نماز کو دیکھ کر بے اختیار ہو جاتا تھا اور یقین رکھتا تھا کہ آپ ہمیشہ سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں رہتے ہیں اور حضور ﷺ کی نماز کو دیکھتے ہیں۔ اس حقیر نے ایسی نماز کسی کی نہ دیکھی، آپ کی نماز آپ کی اعلیٰ کرامت تھی، یہ بات ظاہر ہے کہ ہمیشہ ایک طور پر بلا کسی رنج و مشقت کے اس طرح پوری تعظیم و توقیر، وقار، خشوع و خضوع اور انکسار کے ساتھ نماز ادا کرنا محض حضور ﷺ کے کمال اتباع اور آپ کی باطنی قوت کی وجہ سے تھا اسی لیے احقر بلکہ ایک کثیر جماعت آپ کی نماز ہی کی وجہ سے آپ کی معتقد تھی"۔

گویا عبادات میں بھی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، حضور اکرم ﷺ کی محبت

کے مجسم نظر آتے تھے یہی نہیں دیگر معمولات زندگی میں بھی یہی رنگ نظر آتا۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی تابعداری کی کوشش کرنا مقام محبوبیت تک لے جانے والا ہے"۔

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں تو حضور ﷺ کے تابعدار بھی آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں"۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، معراج النبی ﷺ کے واقعہ میں اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ شب معراج، اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور قرب خاص عطا فرمایا اور مقام قاب وقوسین عطا فرمایا۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ کتنے کمال کی نعمت کبریٰ ہے کہ اپنے محبوب کو بلا کر اپنی بارگاہ میں اپنے جلووں کی بارش فرمائی، فرماتے ہیں:

"شب معراج حضرت محمد ﷺ کو دیدار خداوند سے اس دنیا میں نہیں اُس دنیائے آخرت میں سرفراز کیا، زمان ومکان سے بالاتر ہو کر اور کائنات کی حدوں سے کہیں آگے نکل کر آپ نے اپنی چشم مبارک سے آن واحد میں بلا حجاب ازل واحد کا مشاہدہ فرمایا۔۔۔ (سبھی علماء اس کے قائل ہیں)"

پھر آپ عظمت حقیقت رسالت مآب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"حقیقت محمدی ﷺ حقیقۃ الحقائق ہے اور حقیقت محمدی

ﷺ ظہور اول ہے“۔

حقیقۃ الحقائق کا مطلب یہ ہے کہ دوسری تمام حقیقتیں مثلاً حقیقت انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حقیقت ملائکہ سب اسی کے ذریعے ہیں اور اسی سے منعکس ہیں اسی لیے وہ سب حقائق کی اصل ہے اسی لیے حقیقت محمدی ﷺ حقیقۃ الحقائق ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ نے ارشاد ہے:

”اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر تمام مومن میرے نور سے پیدا فرمائے“۔

گویا آپ کی نگاہ بھی عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی نگاہ تھی کہ جو نگاہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرمائی تھی جس کا اندازہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے عقائد سے ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ حضور ﷺ کی بشریت پر نہ ہوتی بلکہ نگاہ آپ کی نورانیت پر ہوتی حالانکہ بشریت بھی حق ہے مگر ان عاشقان مصطفیٰ ﷺ کا نظریہ رہا کہ جب بھی بات کی جائے حضور ﷺ کی نورانیت کا اظہار اور پرچار ہو، بشریت کا صرف اقرار کافی ہے، حضور ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا، سر مبارک سے لے کر پاؤں شریف تک آپ نور ہی نور تھے۔ اس بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رسول پاک ﷺ بتمامہ چوٹی تا قدم بالکل نور تھے کہ انسان کی آنکھ آپ کے جمال باکمال کو دیکھنے سے چندھیا جاتی تھی۔ چاند اور سورج کی مانند روشن اور چمکدار تھے اگر لباس بشریت نہ ہوتا تو کسی کو آپ کی طرف نظر کرنے اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا (کیونکہ آپ نور تھے اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا)“۔

یہ بات حق مگر اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جس کے سائے میں کائنات ہو اس کا خود سایہ کیونکر ہو۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ وسیلہ محمدی ﷺ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"کوئی آپ ﷺ کے واسطے کے بغیر مطلوب تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا بلاشبہ محمد رسول اللہ ﷺ اولاد آدم میں سب سے برگزیدہ ہیں اور روز قیامت آپ ہی کی ذات واحد ہوگی جس کی اتباع میں پیچھے پیچھے عالم انسانیت کا جم غفیر ہوگا اور آپ ہی اپنی قبر میں سے سب سے پہلے ظاہر ہوں گے اور آپ ہی بارگاہ الٰہی میں سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے"۔

اس مکتوب میں گویا آپ واسطہ اور وسیلہ کی تعلیم فرمارہے ہیں اور اہم عقیدۂ اسلام کی جانب توجہ مبذول کروارہے ہیں, جس طرح سے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہم عنقریب آپ (ﷺ) کو اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں"

واہ کیا شان ہے سرکار دو عالم ﷺ کی کہ تمام کائنات والے رب ذوالجلال کی رضا چاہتے ہیں مگر خود رب اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"میں بروز قیامت اس وقت تک راضی نہ ہونگا جب تک اپنے ایک ایک اُمتی کو جنت میں نہ بھیج دوں"۔

وہ لوگ جو آج شفاعت کا، واسطہ کا انکار کرتے ہیں، اس دن دیکھیں گے شان عظمت محمدی ﷺ کہ سب حساب وکتاب کے لیے آئیں گے مگر حضور اکرم

ﷺ قیامت کے دن کے مہمان خصوصی کے طور پر تشریف لائیں گے۔قرآن پاک میں رب کائنات نے فرمایا:

"قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑے کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں"۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لوگ قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے میں اور میری اُمت ایک ٹیلے پر ہوگی، مجھے میرا رب سبز حلہ زیب تن کرائے گا پھر مجھے اذن کلام اور اذن شفاعت دیا جائے گا اور میں عرض کروں گا جو بھی اللہ تعالیٰ چاہے گا"۔

یہ ہے مقام محمود جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو رب تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم مقام ملے گا جس میں نہ کوئی نبی مرسل کھڑا ہو سکے گا اور نہ مقرب فرشتے، اس مقام پر فائز فرما کر اللہ تعالیٰ آپکا فضل وشرف ساری مخلوق اور اولین وآخرین پر ظاہر فرمائے گا۔

حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں قیامت کے دن سب انبیاء کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرنے والا اور ان کو اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا حق دلانے والا ہوں گا اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا"۔

وسیلہ محمدی ﷺ کی اہمیت اس طرح بھی ہمارے سامنے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کے بیان میں رب کائنات کا یہ فرمانا کہ کچھ کلمات سکھا دیے، علماء مفسرین فرماتے ہیں یہ کلمات بھی واسطہ محمدی ﷺ کے تھے جن کے ذریعے حضرت

آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

اہل سنت و جماعت (حنفی) میں بزرگوں کے وصال کے دن ان کے عرس کی تقریب منعقد کی جاتی ہے اور لوگ صاحب عرس کی محفل میں شریک ہو کر صاحب عرس سے اپنی محبت کا والہانہ اظہار کرتے ہیں اور اس دن کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے زمانے میں دہلی پہنچ کر یہ خیال تھا کہ آپ کی عالی خدمت میں بھی حاضر ہوں کہ اسی اثناء میں روانگی کی خبر پھیل گئی مجبوراً توقف کر کے چند نامربوط کلموں سے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں"۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے عرس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ تمام اہل سنت و جماعت مسلمان اور صوفیائے کرام دیگر نذر و نیاز خیرات و صدقات کے ساتھ عرس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اولیاء کے یوم وصال کو عرس کیوں کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز میں ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو اسکو رضائے الٰہی اور عنایات و بخشش خداوندی کی خبر دی جاتی ہے اور وہ اس خوشخبری کو پا کر دولت و زینت دنیا کے مقابلے میں آئندہ کی ہر

چیز کو محبوب رکھنے لگتا ہے پس وہ جو مومن اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور دیدار کا مشتاق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکی ملاقات کو دوست رکھتا ہے"۔

مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۲/ میں ہے:

"روح مومن زمین و آسمان میں سیر کرتی ہے جنت کے میوے کھاتی ہے اور جہاں دل چاہتا ہے جاتی ہے اور عرش معلیٰ کی قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہے اور اسکو اپنے بدن کے ساتھ بھی اس طرح کا تعلق رہتا ہے کہ وہ اپنی قبر میں قرآن شریف اور نماز پڑھتا ہے، آرام و چین کرتا اور مانند دولہا کے سوتا ہے اور اپنے حسب مقام اور مرتبہ جنت میں اپنی منازل دیکھتا ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بندہ حق اور اولیاء کا وصال ان کے رنج وملال نہیں بلکہ فرحت و آرام اور خوشی کا باعث ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے رحمت کے فرشتے اُسے مبارکباد دیتے ہیں اس کے وصال سے خوش ہوتے ہیں۔ پروردگار کی طرف سے اسے خوشنودی اور سرخروئی کا سہرا اور تاج عطا ہوتا ہے اور بے انتہا رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل ہوتی ہیں"۔

معلوم ہوا کہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ عرس شریف کی تعلیم فرما کر مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت کا اظہار فرما رہے ہیں۔

آپ زیارت مزارات کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور اس طرح

سنت رسول ﷺ ادا کرتے، جس طرح سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ "تم قبرستان میں قبروں پر جایا کرو" جس طرح سے بخاری شریف کتاب التوحید میں ہے کہ حضور ﷺ نے شہداء احد کے مزرات کی زیارت فرمائی اور پھر وہاں منبر سجایا گیا اور حضور ﷺ نے خطاب فرمایا۔ گویا جو طریقہ آج عرس کا ہے وہی طریقہ اپنایا گیا تو معلوم ہوا کہ آج کا رائج عرس کا طریقہ سنت رسول ﷺ ہے۔

ایصال ثواب کے بارے میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> "نبی کریم ﷺ نے فرمایا میت کی حالت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہے وہ میت اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے جب قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اسکے نزدیک دنیا و مافیا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے"۔

گویا آپ ایصال ثواب بھی کرتے اور اسکی تعلیم اہل سنت وجماعت کو دیتے رہے۔ آپ چادر پوشی کے بھی قائل تھے۔

اہل سنت وجماعت کا نعرہ اور اقرار تو وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو تمام عقائد کا انکار کرتے ہیں اور ان عقائد پر شرک کی رٹ لگاتے ہیں اگر وہ قرآن کریم اور احادیث پاک اور مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کریں تو پتا چلے گا کہ مسلک اہل سنت وجماعت کے عقائد وہی ہیں جن پر عمل کر کے مومن اپنی معراج تک پہنچ سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی اور مسلک اہل سنت والجماعت کی اشاعت پر گزری، (تعصب کو

بالائے طاق رکھ کر) اگر ہم امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پتا چلے گا کہ برصغیر میں عشق رسالت مآب کے دیپ کو آپ نے اس طرح روشن کیا کہ آج کے دور میں غیر اہل سنت بھی آپ کی تعلیم سے اور عقیدہ سے انکار نہیں کر سکتے اور آپکے تمام امور کی تائید کرتے ہیں۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا یہی طریقہ تھا کہ انہوں نے تفقہ اور تصوف کے امتزاج سے دنیا کو اس عقیدہ پر قائل کیا اور ثابت کیا کہ مسلک اہل سنت و جماعت حنفی ہی فرقہ ناجی ہے اور اصل سواد اعظم ہے۔ اور یہی وہ کام ہے جس کی اشاعت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی، چودھویں صدی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور آج کے دور میں حضور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے کہ آپکی لافانی اور لاثانی شخصیت اور تعلیمات کے سبب آج ہم صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ آپ کا اہل سنت پر احسان عظیم ہے آج اس دور پر فتن میں آپ کی روشن راہوں پر چل کر ہم اپنے عقیدہ کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

الغرض آج جو ہم مسلک اہل سنت کے عقائد پر عمل کرتے ہیں امام ربانی کی سیرت سے پتا چلتا ہے کہ آپ ان ہی عقائد کی ترویج فرماتے رہے مثال کے طور:

(۱)......نورانیت اور بشریت (۲)......شفاعت رسول ﷺ

(۳)......واسطہ و وسیلہ (۴)......اولیاء سے تعلق

(۵)......میلاد شریف کا منانا (۶)......ایصال ثواب

(۷)......نذر و نیاز کا اہتمام وغیرہ

یہ تمام امور جو اہل سنت و جماعت کا طرہ امتیاز ہیں ان تمام امور کی تعلیم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمائی۔

راقم نے یہ چند کلمات اپنے مرشد کریم مجدد العصر حضور مسعود ملت علیہ الرحمۃ کی نگاہ کرم سے تحریر کیے جو کہ درحقیقت ان ہی کا فیض ہے اللہ رب العزت، میرے مرشد کریم کے درجات کو دونوں جہانوں میں بلند فرمائے اور وہ کام جو مرشد کریم نے شروع کیا آج کے دور میں حضرت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد صاحب اور حضور مسعود ملت کے خلفاء کو توفیق عطا فرمائے کہ یہ حضرات مرشد کریم کے اس عالمگیر دینی و علمی کام کو مزید وسعت کے ساتھ جاری و ساری رکھیں اور ہم غلامان مسعود ملت (رحمۃ اللہ علیہ) کو ان کا دست و بازو بن کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محمود علی مسعودی نقشبندی مجددی

مہتمم: جامعہ غوثیہ قادریہ کھوکھرا پار ملیر

کراچی

☆☆☆

IMAM-I-RABBANI FOUNDATION
KARACHI
2002c
1423H
ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

IMAM-I-RABBANI FOUNDATION (International) KARACHI.
Islamic Republic of Pakistan

Designed & Produced by: **Al Hadi Graphics** Cell: 0300-2728316